حَقُّ النُّذُور لِخُدَّامِ القُبُور

علماء اہلسنت کے وہ فتاویٰ مبارکہ جن میں آفتاب کی طرح روشن کیا گیا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات شریفہ پر جو نذر و نیاز پیش کئے جاتے ہیں انکے مستحقین خادمان مزارات شریفہ ہیں جسمیں دستبر[illegible] یعنی غیر جائز نہیں اور نہ خادم[illegible] کسی کو نذر و نیاز کی رقم لینے کو کوئی دوسری نئی یادگاریں قائم کرنی جائز ہے۔

شائع کنندہ :-

سید حسین علی وکیل جادہ رضوی مجاور خاص کلید بردار روضہ مبارک غریب نواز اجمیر شریف رضوی منزل ۶ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء مصنف کتاب "دربار چشت" جس میں خواجہ صاحب کے حالات مفصل ہیں جسکے ملنے کا پتہ سید احمد علی وکیل جادہ گدی نشین خادم خواجہ صاحبؒ درگاہ معلی اجمیر شریف۔

دُرّ امجدی برقی پریس" پرانی مسجد۔ جگسلائی۔ جمشید پور طبع شد۔

حضرت سلطان السالکین برہان العاشقین تاج المقربین والمحققین مستجاب الدعوات مبلغ اعظم حضرت خواجہ خواجگان حضور سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری ثم اجمیری معین الحق والدین غریب نواز سرکار اعظم رحمتہ اللہ علیہ اجمیر القدس کی درگاہ عالیہ میں بحالت موجودہ نذر و نیاز کا مسئلہ دور حاضرہ کا ایک اہم سوال بنکر رہ گیا ہے اس ضرورت کے پیش نظر نیازمند نے حسب ذیل سوالات بصورت استفتاء قائم کئے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام سے التماس ہے کہ جوابات شرع مبین کی روشنی میں عطا فرمادیں، زیادہ حد ادب۔

نیازمند:۔ ندا ء الملک عرشی اجمیری

وہ انکے خدام قبور پر صدقہ ہوتی ہیں۔) علامہ موصوف کی دوسری کتاب کشف النور میں اس سے بھی زیادہ واضح عبارت ہے۔ نذر الاولیاء بان یصرف علی فقراء السیجی ودرین جائز فی نفسہ لان النذر فیہ مجاز عن العطیہ والعبرۃ بالمقاصد دون الالفاظ۔ ایک سطر کے بعد فرماتے ہیں۔ فان القائل یعلم ان ذالک یصرف فی مصالح الخدام لذالک الولی وغالب الناس فی ھذا الزمان یقصدون ذالک فیحمل الکلام علیہ یعنی کسی نے اسطرح اولیاء اللہ کی نذر مانی کہ مزار کے حاجتمند مجاورین پر وہ صرف ہوگی تو یہ نذر فی نفسہ جائز ہے کیونکہ نذر کا لفظ خدام قبر کیلئے عطیہ سے عبارت ہے۔ اور یہاں اعتبار مقاصد کا ہوگا الفاظ کا نہیں ——— پھر ایسی صورت میں کون نذر کو حرام کہہ سکتا ہے جبکہ کہنے والا بھی جانتا ہے کہ نذر خدام مزار کے مفاد پر صرف ہوگی۔ اور اس زمانہ میں لوگوں کا نذر سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ اسکے مصرف خدام مزار ہیں بس ہمیں بھی چاہیئے کہ انکے کلام کو اسی معنی پر محمول کریں۔

اب ذہنی طور پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نذر برائے صاحب مزار ہے مقصود اگر اسکے اقارب و خدام ہیں تو پھر نذر میں صاحب مزار کا کیوں ذکر آتا ہے تو اس سوال کا جواب خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے اپنے فتاوٰی میں اتنی وضاحت کے ساتھ دیا ہے کہ اپنے تمام گوشوں کے ساتھ یہ بحث ہمیشہ کیلئے ختم ہوگئی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں وذکر ولی برائے تعین عمل منذور است نہ برائے مصرف ومصرف ایں نذر نزد ایشاں

متوسلان آں ولی می باشند از اقارب و خدمه و سطر بقاں وهیئت! مقصود نذر کنندگان بلاشبه وحکمه انه صحیح یجب الوفاء به لانه قربة معلومة فی الشرع (فتاوی عزیزیه) اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ نذر میں ولی کا ذکر عمل منذور کے تعین کے لئے ہوتا ہے نذر کا مصرف ظاہر کرنے کے لئے نہیں - نذر کا مصرف تو حقیقت میں صاحب مزار کے اقارب خدام اور متوسلین ہوتے ہیں اور بلاشبہ نذر ماننے والوں کی یہی نیت ہوتی ہے اور اس نذر کا حکم شرعی یہ ہے کہ وہ صحیح ہے اسکی وفا واجب ہے کیونکہ شرع میں اسکی قربت کا اعتبار کرلیا گیا ہے پس مذکورہ بالا مباحث کی روشنی میں سوال نمبر ایک کا جواب قطعی طور پر محقق ہوگیا کہ شرعاً نذر کے مستحق صاحب مزار کے اقارب و خدام ہیں۔

جواب۲ - نذر برائے صاحب مزار اور عطیہ برائے درگاہ دونوں کے مفہوم میں فرق ہے وجوہ فرق ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

پہلی وجہ - نذر برائے صاحب مزار کا اصطلاحی مفہوم اپنے مفاد معین کے اعتبار سے تملیک شخصی کو چاہتا ہے جسکے نتیجے میں نذر کی رقم چند طبقے کی ذاتی ملکیت قرار پاتی ہے برعکس اسکے عطیہ برائے درگاہ کا لفظ کسی بھی فرد کیلئے ذاتی ملکیت کا حق ثابت کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اس لفظ کا مفاد صرف اتنا ہے کہ درگاہ کی ہیئت انتظامیہ کے لئے آمدنی کی ایک خاص مدپر دلالت کرتا ہے۔

عملی دنیا میں ان دونوں فرقوں کا اثر یہ مرتب ہوگا کہ نذر برائے صاحب مزار کی رقوم کا مصرف صاحب مزار کے اقارب و خدام قرار پائیں گے اور وہ ان کی ذاتی ملکیت ہوگی اور عطیہ برائے درگاہ کی رقوم کا استحقاق درگاہ کے

منتظمین کو ہوگا لیکن وہ اس کے مالک نہیں ہوں گے بلکہ درگاہ کے مفاد و انتظامی صیغوں پر صرف کرنے کے لئے محض مجاز ہوگی۔

دوسری وجہ :-

نذر برائے صاحب مزار بتادل مجاز ایک قربت شرعیہ ہے۔ جس کی وفا ناذر پر واجب ہے۔ اور قبل وفا اس کے مصارف بھی متعین ہیں برعکس اِس کے عطیہ برائے درگاہ ایک صدقہ نافلہ ہے جسکا تصدق بذمہ معطی واجب نہیں اور عطا سے پہلے اسکے مصارف بھی متعین نہیں ہیں۔

عملی دنیا میں ان دونوں فرقوں کا ثمرہ یہ ظاہر ہوگا کہ نذر اس وقت قبول ہوگی جبکہ وہ اپنے مصارف متعینہ میں صرف کی جائے۔ بخلاف عطیہ نافلہ کے کہ کسی بھی مصرف خیر میں صرف کرنا موجب استحقاق ثواب ہوگا۔

تیسری وجہ نذر برائے صاحب مزار کا حقیقی منشاء روح میّت کو ثواب پہنچانا اور خدام قبر پر تصدق کرنا ہے اور عطیہ برائے درگاہ کا منشاء درگاہ کی ہیئت انتظامیہ کو مدد پہنچانا اور اسے تقویت دینا ہے۔

معنوی طور پر دونوں فرقوں کا مفاد یہ منتج ہوگا کہ پہلی صورت میں ذمہ شرعی سے عہدہ برا ہونیکا ارادہ شریک حال ہوگا اور دوسری صورت میں صرف حصول ثواب اور اجر عنداللہ کی نیت شامل عمل ہوگی۔

اب رہ گئے دونوں مدوں کے مصارف کی تشریح! تو اِس سلسلہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا یہ فتویٰ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے

جو اس باب میں ایک کامل دستور کی حیثیت رکھتا ہے۔ سوال و جواب دونوں نقل کیا جاتا ہے۔

سوال مقابر اولیاء اللہ کہ در دیار ہندوستان است۔ دیہات و آراضی برائے مصارف درگاہ و خرچہ وارد و صادر مقرر باشد فرزندان آں ولی اگر خواہند تقسیم کردہ بطور فرائض حصص گرفتن می توانند یا نہ اگر نہ توانند کدام کس متولی و مستحق آں شود و ہر چہ از نذرات و نیاز ہر روزی آمدنی درگاہ شود دراں فرائض جاری می توانند شد یا نہ؟

ہندوستان کے اندر اولیاء اللہ کی بعض درگاہیں ہوں میں دیہات و آراضی درگاہ کے مصارف اور زائرین کے اخراجات کیلئے مقرر ہیں۔ صاحب مزار کی اولاد اس جائداد کو بطریق وراثت آپس میں اگر تقسیم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں کر سکتے تو کون شخص تولیت کا مستحق ہوگا اور نذر و نیاز کی آمدنی جو ہر روز درگاہ میں آتی ہے قانون وراثت جاری ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب دیہات و آراضی کہ براہ مصارف درگاہ و خرچہ وارد و صادر مقرر است فرزندان را بطور فرائض یا تقسیم کردن و حصہا گرفتن نمی رسد بلکہ یک کسی را از طرف خود متولی قرار دہند تا موافق حاجت تقسیم نماید۔ در جمیع خدام و متعلقان درگاہ داخل پس آنہا را نصیبے است بقدر حاجت و اگر بسبب تنازعہ فیما بین یک

دیہات و آراضی جو درگاہ کے مصارف اور زائرین کے اخراجات کیلئے مقرر ہے صاحب مزار کی اولاد اُن سے بطریق وراثت آپس میں تقسیم نہیں کر سکتی بلکہ انہیں حق پہنچتا ہے کہ کسی ایک کو اپنے میں سے متولی مقرر کر لیں تاکہ وہ جائداد مذکور کی آمدنی بقدر حاجت انکے درمیان تقسیم کر دیا کرے مقرر شدہ

شخص را قرار نہ دہند حاکم عادل را باید کہ متولی این وقف یک کس را آنکہ ازاہل کہ موصوف بعدالت و امانت باشد از طرف خود مقرر سازد۔
و نذر و نیاز ہر روزہ کہ در درگاہ می آید بقدر حاجت در اولاد و خدام صرف باید نمود
(فتاویٰ عزیزیہ)

جائیداد کے جملہ مستحقین ہیں خدام مزار اور متعلقین درگاہ بھی داخل ہیں پس بقدر حاجت انکے بھی حصہ مقرر ہوں گے اگر بسبب تنازعہ کے کسی ایک فرد کو یہ لوگ خود نہ مقرر کر سکیں تو حکومت وقت کا فرض ہے کہ انہیں میں سے کسی عادل و امین کو متولی اوقاف مقرر کر دے۔ اور نذر و نیاز کی آمدنی جو ہر روز درگاہ میں آتی ہے وہ بقدر حاجت اولاد و خدام پر صرف ہو گی۔

حضرت شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سے مندرجہ ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں جن سے مسئلہ کے تمام گوشوں پر روشنی پڑتی ہے

(۱) دیہات و آراضی جو درگاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہیں ان میں قانون وراثت جاری نہیں ہو سکتا۔

(۲) دیہات و آراضی کی آمدنی درگاہ کے مصارف اور زائرین کے مفاد پر خرچ کی جاویگی۔

(۳) درگاہ کے جملہ مصارف میں صاحب مزار کی اولاد مزار کے خدام اور متعلقین درگاہ بھی داخل تھے لہذا دیہات و آراضی کی آمدنی میں سے بقدر حاجت ان کے بھی حصہ مقرر کئے جائینگے۔

(۴) متولی یا منتظم اوقاف بجز اس کے کہ دیہات و آراضی کی آمدنی درگاہ کے

مقررہ مصارف پر صرف کرے اسے مدات صرف میں کسی طرح کی ترمیم و تنسیخ کا حق نہیں ہوگا۔

(۵) انہی مذکورہ بالا مستحقین کو حق ہوگا کہ اپنے درمیان سے کسی کو اوقاف کا متولی یا منتظم مقرر کرلیں اور اگر آپس میں تنازعہ کی وجہ سے کسی ایک فرد پر متفق نہ ہوسکیں تو حاکم وقت کا فرض ہے کہ وہ انہی میں سے کسی عادل و امین کو اوقاف کی تولیت و انتظام کے لئے نگراں مقرر کردے۔

(۶) نذر و نیاز کے نام پر ہر روز کی آمدنی جو درگاہ میں آتی ہے وہ وقف برائے درگاہ میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ صاحب مزار کے خدام و اولاد کے درمیان بقدر حاجت تقسیم کردی جائیگی۔

دونوں مدوں کے مصارف سے متعلق خلاصہ بحث یہ ہے کہ نذر برائے صاحب مزار بلا شرکت غیرے صاحب مزار کے اقارب و اولاد اور خدام و متعلقین کا حق ہے اور عطیہ برائے درگاہ یا وقف برائے درگاہ کے مصارف میں درگاہ کے ضروریات انتظام اور زائرین کے مفاد کے علاوہ صاحب مزار کے اقارب و خدام بھی داخل ہیں۔

جواب ۳ ویسے نذر تو حقیقت میں خدا کی ذات کے لئے مخصوص ہے لیکن عرف عام میں مجازاً اسکی نسبت صاحب مزار اولیاء اللہ کی طرف بھی دیجاتی ہے کہ وسائل کی طرف نسبت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جیسے لِاَھَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی ہے حالانکہ حقیقت میں بیٹا عطا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔

چونکہ اولیاء اللہ کی ذات مقرب بارگاہ اور محبوب حق ہوتی ہے اسلئے نذر ماننے والے بطور توسل ان کی طرف نذر کی نسبت کو دیتے ہیں۔ اولیائے کرام کی طرف نذر و نیاز کی نسبت کا موجودہ عرف اسی بنیاد پر قائم ہے۔ باقی رہ گیا درگاہ کیلئے نذر کا سوال تو یہ محض باطل ہے کیونکہ درگاہ تو اینٹ اور پتھر کی ایک عمارت کا نام ہے اس کے لئے کیا نذر مانی جاسکتی ہے۔ اسے تو جو کچھ بھی تقدیس و شرف حاصل ہے وہ محض صاحب مزار کی نسبت سے ہے علاوہ ازیں نذر کا حقیقی مفاد روح میّت کو ثواب پہنچانا ہے، جیسا کہ شاہ صاحب محدث دہلوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

حقیقت ایں نذر آں است کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میّت است کہ امرے است مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است (عزیزیہ)

یعنی اس نذر عرفی کی حقیقت میت کی روح کو کھانے اور مال خرچ کرنیکا ثواب پہنچانا ہے اور یہ ایک فعل مسنون ہے جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ پس چونکہ درگاہ کا مفہوم اہدائے ثواب کا محل ہی نہیں ہے اس لئے نذر برائے درگاہ کا سوال ہی بے معنی اور لغو ہے کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی نہ درگاہ کی عمارتوں پر فاتحہ پڑھتا ہے نہ اسکے لئے نذر مان سکتا ہے۔

جواب ۱۲: جواب ۱۱ کے ذیل میں یہ بات ثابت کرچکا ہوں کہ نذر برائے صاحب مزار کے صحیح ترین مصرف صاحب مزار کے اقارب و خدام ہیں۔ درگاہ کمیٹی ہی نہیں ملک کی کسی بھی با اختیار عدالت کو شرعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ درگاہوں کی

قدیم روایات اور فقہائے اسلام کی روشن تصریحات سے اس باب نے جو حدود مقرر کر دئے ہیں انہیں توڑ دے کیونکہ یہ مداخلت فی الدین ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ طاقت کا غلط استعمال ہوگا۔

اسلام کی فقہی عدالتوں میں جب یہ حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے کہ نذر برائے صاحب مزار تبادیل مجاز ایک قربت شرعی ہے۔ جسکی وفا ناذر پر واجب ہے تو لامحالا اسکے مصرف کے تعین کے لئے بھی انہیں عدالتوں کے نوشتوں کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

عقل و انصاف کا کوئی ایوان بھی اس نظریہ کی تائید نہیں کر سکتا کہ نذر و نیاز کی شرعی حیثیت کی تعین و ترجیح اور وجوب وفا کے لئے تو عہد قدیم کی روایات درگاہوں کے مراسم سلف کے معمولات سلاطین کے نوشتہ اور فقہائے امت کے فیصلہ بطور سند قبول کر لئے جائیں اور جب مصارف کے تعین کا سوال پیدا ہو تو ان تمام شواہد و اسناد سے آنکھیں بند کر کے عین مخالف سمت پر ایک نئی رائے قائم کی جائے۔

واضح لفظوں میں آخری بات یہ ہے کہ شرعاً کسی بھی درگاہ کی انتظامیہ کمیٹی اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی کہ عہدِ قدیم کے مراسم و روایات اور اپنے پیش روؤں کے خطوط پر وہ درگاہ کے اوقاف، مالیات، عبادات اور زائرین و خدام کے مفاد کی حفاظت کرے۔ اسے واقفین کے منشاء کے خلاف اوقاف یا مصارف اوقاف میں کسی طرح کی ترمیم و تنسیخ درگاہ کے مراسم و روایات میں کسی طرح کی تبدیلی اور خدام و زائرین کے قدیمی حقوق میں کسی طرح کی مداخلت کا ہرگز

اختیار نہیں ہے کیونکہ اہل اسلام کا قدیم تعامل شریعت میں ایک مؤثر نظیر حیثیت رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں بعض درگاہوں میں تو خادم ایک مستقل منصب ہے اور اس منصب کے حقوق بھی متعین ہیں جن پر عہد قدیم کی روایتوں کی مہریں ثبت ہیں اِس سلسلہ میں بطور نظیر اجمیر مقدس کی درگاہ معلےٰ کا نام تاریخی شواہد کی روشنی میں وثوق کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔ یہاں تو کسی تاویل سے بھی خدام کو اپنے قدیمی اور متوارث حقوق سے محروم کرنا شریعت اسلام اور انصاف وقانون کا منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اِسلامی دستور کی روشنی میں میں یقین کرتا ہوں کہ اس قسم کے امتناعی احکام درگاہ کمیٹی کے حدود اختیارات سے باہر ہیں۔ کیونکہ آئینی طور پر خدام مزار نہ تو درگاہ کمیٹی کے ملازم ہیں اور نہ انکے تابع ایک وہ ایسے خادم باوفا کی اولاد ہیں جس نے صاحب مزار کی حیات ظاہری میں خدمت کی اور بعد وصال بھی ان کے مزار کی چوکھٹ کا محافظ بنکر زندگی گذار دی ان کا مورث اعلیٰ بھی حضور خواجہ ہند رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اعزازی خادم تھا انکی اولاد بھی اعزازی خادم ہے خادم ہی پیدا ہوتی ہے۔ نہ بھی فرائض خادمی انجام دے جب بھی خادم ہے۔ خادم ہونا ان کا ایک وصف ذاتی بن چکا ہے۔ جسے اب کوئی بھی نہیں سلب کرسکتا۔ اس حقیقت تک پہنچ جانے کے بعد اب یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان کے حقوق کو سلب کرنا بھی انسانیت کی دستبرد سے بالاتر امر ہے۔

جواب ۵ جواب نمبر ایک کے ذیل حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ کی یہ صراحت گذر چکی ہے کہ نذر ماننے والے یہ جانتے ہیں کہ نذر کی رقم خدام مزار کے مفاد پر صرف ہوگی اسی ضمن میں حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی کی یہ عبارت بھی نقل کر چکا ہوں کہ "ہمیں است مقصود نذر کنندگان بلاشبہہ" یعنی نذر ماننے والوں کا مقصود ہی یہ ہوتا ہے کہ صاحب مزار کے اقارب و خدام پر صرف ہوگی جب یہ مسئلہ محقق ہو چکا تو اب حدیقہ ندیہ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ ووجب صرفہ فیما قصد الناذر یعنی نذر ماننے والوں کے ذہن میں نذر کا جو مصرف متعین ہے واجب ہے کہ نذر کی رقم اُسی پر صرف کی جائے۔ جواب سے متعلق خلاصہ بحث یہ ہوا کہ صاحب مزار کے خدام و اقارب پر نذر کی رقوم صرف کرنا واجب ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسری مد میں صرف ہوئی تو ناذر کے مقصود کے خلاف ہونے کی وجہ سے نذر ادا نہیں ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

المجیب:-

فقیر ارشد القادری

خادم دار الافتاء

مدرسہ فیض العلوم۔ جمشید پور (بہار)

کتبہ: شگفتہ

پتہ برائے جواب فتوے ملئے نذر اولیاء اللہ سنی علماء

۱- حضرت قبلہ مولنا مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں صاحب محلہ سوداگران بریلی شریف
۲- " " مفتی عبد القادر صاحب - مدرسہ نظامیہ - فرنگی محل - شہر لکھنؤ -
۳- " " مفتی مظہر اللہ صاحب - دار الافتا - جامعہ مسجد فتحپورہ - دہلی -
۴- " " سید محمد افضل حسین صاحب مفتی دار العلوم منظر اسلام بریلی -
۵- " " ابو المحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی خادم الحدیث الشریف دالجامعہ الاشرفیہ کچھوچھہ المقدس - ضلع فیض آباد -
۶- " " مفتی رضوان الرحمن صاحب - جامعہ مسجد - اندور (مدھ بھارت)
۷- " " ابو الفتح محمد حشمت علی خاں صاحب شیر بیشۂ اہلسنت - محلہ بھورخاں - پیلی بھیت -
۸- " " عبید الضیا محمد وجیہ الدین قادری رضوی ضیائی غازی پوری - سجادہ نشین آستانہ عالیہ ضیائیہ محلہ مسجد بہشتیاں پیلی بھیت
۹- " " حضرت نظام الدین صاحب - شیخ الحدیث - مدرسہ عالیہ رامپور -
۱۰- " " شاہ محمد اجمل صاحب - مدرسہ اجمل العلوم - سنبھل - ضلع مراد آباد -
۱۱- " " سید ظفر الدین احمد متولی جامعہ نعیمیہ - دار الافتا - مراد آباد -
۱۲- " " مفتی برہان الحق صاحب قادری - محلہ دار السلام - شہر جبل پور -
۱۳- " " مولنا الشاہ سید آل مصطفےٰ صاحب - مسجد کھڑکپور - بمبئی -
۱۴- " " علامہ شاہ مفتی عبد القدیر صاحب قادری - بدایوں شریف -
۱۵- " " شاہ سجاد ظفر صاحب - داناپور - ضلع پٹنہ -
۱۶- " " شاہ محمد قایم صاحب - داناپور - ضلع پٹنہ -
۱۷- " " محمد حبیب اللہ صاحب السنبھلی الاشرفی - دار الافتا - مراد آباد -
۱۸- " " مولنا ارشد القادری صاحب مہتمم مدرسہ فیض العلوم - جمشید پور - ٹاٹا نگر -
۱۹- " " ملک العلما مولنا ظفر الدین احمد صاحب مدرسہ بحر العلوم کٹھیار - ضلع پورنیہ -
۲۰- " " مفتی عبد الرشید صاحب - جامعہ عربیہ اسلامیہ - ناگپور -
۲۱- " " مصباح الحسن صاحب خطیب جامعہ مسجد - پھپھوند - ضلع اناؤ (یو پی)
۲۲- " " مولنا الشاہ محمد سراج الہدیٰ صاحب قادری - بیت الانوار - محلہ گیوال بگہہ - شہر گیا -
۲۳- " " شمس الحق صاحب امام مسجد چنگیل - ضلع ہوڑہ -
۲۴- " " شاہ رجب علی صاحب قادری، رضوی منزل - نان پارہ - ضلع اناؤ -

۲۵- " " عبدالمسجود صاحب وجود قادری- دلیا ہی روڈ- جبل پور-
۲۶- " مولنا عبدالستار صاحب قمر امجدی، مدرسہ شمس العلوم، قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین پور- اعظم گڈھ
۲۷- " " محمد محبوب صاحب اشرفی، مدرسہ احسن المدارس- بوچڑ خانہ- شہر کانپور-
۲۸- " " مظفر حسین صاحب اشرفی کچھوچھہ شریف- ضلع فیض آباد-
۲۹- " " شاہ سید عبدالحق صاحب قادری چشتی، مدرسہ فیض الاسلام محلہ تالک سوداگر، سورت
۳۰- " " مشتاق احمد صاحب نظامی، ایڈیٹر پاسباں، دائرہ شاہ اجمل، شہر الہ آباد-
۳۱- " " ابوالوفا صاحب نعیمی- خدائی پورہ- شہر غازی پور-
۳۲- " " قیس محمد خاں صاحب- محمڈن ہائی اسکول- پٹنہ سٹی-
۳۳- " " امیر شریعت بہار و اڑیسہ خانقاہ منیر شریف- ضلع پٹنہ-
۳۴- " ابوبکر حاجی احمد رشیم والا رضوی غفرلہٗ ناظم اعلیٰ جماعت رضائیہ اسٹریٹ بمبئی
۳۵- " " محمد عثمان غنی غفرلہٗ قاضی پارک سرکس- کلکتہ-
۳۶- " " کتبہ الفقیر محمد حبیب الرحمن القادری ناظم المدرسہ مدینۃ العلم مسجد اعظم دھیا باد
وصدر آل انڈیا تبلیغ سیرت، الہ آباد-
۳۷- " " عبدالمصطفٰے صاحب اعظمی- دارالعلوم شاہ عالم- بسم اللہ منزل- احمد آباد-
۳۸- " " غلام جیلانی صاحب- مدرسہ اسلامیہ- محلہ اندر کوٹ- میرٹھ-
۳۹- " " محبوب علی خاں صاحب دارالافتا جامع مسجد مدنپورہ- بمبئی-
۴۰- " " رفاقت حسین صاحب- مدرسہ احسن المدارس- نئی سڑک- کانپور-
۴۱- " " شاہ سید اسرار الحق صاحب- وحید منزل- نوادہ- ضلع گیا-
۴۲- " " وصی احمد صاحب مدرسہ خانقاہ سہسرام- ضلع شاہ آباد-
۴۳- " " محمد ابراہیم صاحب- مدرسہ فیض الغربا- شہر آرہ-
۴۴- " " غلام مصطفٰے صاحب کوثر- قصبہ رسڑہ- ضلع بلیا-
۴۵- " " حامد علی صاحب مدرسہ اصلاح المسلمین- رائے پور- ایم، پی-
۴۶- " " قاری محمد عثمان صاحب خطیب جامع مسجد- گوندیا- ضلع بھنڈارہ-
۴۷- " " محمد حسین صاحب - مدرسہ عربیہ- شہر رائے پور-

۴۸۔ حضرت مولانا حافظ انوار صاحب وارثی۔ مدرسہ عالیہ وارثیہ۔ رائے گڑھ۔
۴۹۔ " " حافظ محمد عمر صاحب مدیر رسالہ سنی۔ آریہ نگر۔ لکھنؤ۔
۵۰۔ " " محمد سلیم صاحب خطیب جامع مسجد۔ سلطان پور۔
۵۱۔ " " بدر الدین صاحب مدرسہ فیض الرسول۔ براؤں شریف۔ ضلع بستی۔
۵۲۔ " " عتیق الرحمن صاحب مدرسہ انوار العلوم۔ تلشی پور۔ ضلع گونڈہ۔
۵۳۔ " " سید الزماں صاحب عابدہ ہائی اسکول۔ مظفر پور۔
۵۴۔ " " محمد علی صاحب مدرسہ مسکینیہ، دھوراجی۔ سوراشٹر۔ شہسرام۔ ضلع شاہ آباد۔
۵۵۔ " " فرخند علی صاحب۔ مدرسہ خیریہ۔
۵۶۔ " " کوثر صاحب۔ دار العلوم عربیہ۔ پکی باغ۔ بنارس۔
۵۷۔ " " حبیب الرحمن صاحب۔ دھام نگر۔ ضلع بالیسر، اڑیسہ
۵۸۔ " " محمد شایق صاحب نعیمی امام مسجد کھردہ۔ ضلع چوبیس پرگنہ۔
۵۹۔ " " عبید الرحمن صاحب امام مسجد چابدانی۔ ڈاکخانہ بیٹیا بتی۔ ضلع ہگلی۔
۶۰۔ " " حامد میاں صاحب اشرفی مدرسہ حمیدیہ رضویہ۔ مدنپورہ۔ بنارس۔
۶۱۔ " " مولانا استاذ العلماء صاحب دار العلوم اشرفیہ۔ مبارکپور۔ ضلع اعظم گڈھ۔

پتہ برائے اشاعت سنی اخبار رسالہ جات

۱۔ روزنامہ "سیاست" کانپور۔
۲۔ روزنامہ "الحق" کلکتہ۔
۳۔ روزنامہ "صدائے عام" پٹنہ۔
۴۔ روزنامہ "خلافت" بمبئی۔
۵۔ روزنامہ "نئی دنیا" دہلی۔
۶۔ روزنامہ "آبشار" کلکتہ۔
۷۔ رسالہ "سنی" آریہ نگر لکھنؤ۔
۸۔ ماہنامہ "آستانہ" دہلی۔
۹۔ ہفتہ وار "پیام مشرق" دہلی۔
۱۰۔ ماہنامہ "دین دنیا" دہلی۔
۱۱۔ ماہنامہ منادی آستانہ محبوب الٰہی نئی دہلی۔
۱۲۔ ماہنامہ نظامی

شائع کنندہ:۔ سید حسین علی وکیل جادہ رضوی مجاور خاص کلید بردار روضہ مبارک غریب نواز اجمیر شریف رضوی منزل ۱۶ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء مصنف کتاب "دربار چشت"
ملنے کا پتہ:۔ سید احمد علی وکیل جادہ گدی نشین خادم خواجہ صاحب درگاہ معلیٰ اجمیر شریف۔

(امجدی پریس۔ پرانی مسجد۔ جگسلائی۔ جمشید پور)